ہزارہ کی روحانی شخصیت خواجہ محمد عبد الرحمٰن ؒ چھوہروی کی دینی فکر کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Religious Thoughts of Khawaja Muhammad AbdurRahman a Significant Spiritual Figure of Hazara

عبد المہیمن[i] نوید خان[ii]

Abstract

This research presents an analytical study of the religious thoughts of Khuwajah Muhammad ‘Abdul Raḥmān(1840-1924) who born in Chohar, a village in District Haripur (Pak.). Khuwajah Muhammad ‘Abdul Raḥmānestablished Khanqah-e-Qadria in Chohar, Haripur. He is a significant spiritual figure of Hazara division. He was a scholar and thinker,known for the reformist, revolutionary and progressive ideology.

This article focuses on the different mystic approaches of Khuwajah Muhammad ‘Abdul Raḥmān. This study also indicates towards various forms of the practical applications of these mystic approaches. The research highlights the significance of establishing Islamic Madāris and gives an account of the Madārisestablished by Khuwajah ‘Abdul Raḥmān.

It gives a critical analysis of the writings of Khuwajah ‘Abdul Raḥmān on numerous topics. The research end with come conclusions on the said topic.

***Key words**: Taswwuf, Tāzkiya, Shāriyat*

i انچارج شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

ii ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

خواجہ عبدالرحمٰنؒ کا تعارف

خواجہ عبدالرحمٰنؒ کی ولادت ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۰ء میں "چھوہر" میں ہوئی۔ چھوہر ہری پور شہر سے مغرب کی جانب 2 کلو میٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے۔اِسی نسبت سے آپؒ چھوہروی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔آپ کے والد کا نام فقیر محمدؒ تھا۔آپ کے والد کے متعلق تفصیل نہیں ملتی۔البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے دور کے بڑے نیک انسان تھے۔آپ کی عمر آٹھ سال تھی کہ والد کا انتقال ہو گیا۔قرآنِ پاک کی تعلیم اپنے گاؤں "چھوہر" میں ہی حاصل کی۔اس کے علاوہ باقی علوم تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ آپ نے کسی سے نہیں پڑھے لیکن پھر بھی علوم و معارف میں غیر معمولی ملکہ حاصل تھا[1]۔

کشمیر کے ایک بزرگ جناب یعقوب شاہ(گنجھتریؒ) آپ کے گاؤں چھوہر میں تشریف لائے جنھوں نے آپ کو سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمایا اور بعد ازاں مجاز بھی کیا[2]۔آپ کے دو بیٹے فضل الرحمٰنؒ اور فضل السبحانؒ پہلی زوجہ سے پیدا ہوئے۔ آپ کی دوسری شادی ضلع ایبٹ آباد کے گاؤں "گوجری" کے ایک معزز خاندان کے میاں برکت اللہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے خواجہ محمد محمود الرحمٰن متوفی (۱۹۸۷ء) پیدا ہوئے۔آپ کا انتقال تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۱۳۴۲ھ /۱۹۲۴ء کو ہوا۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے خواجہ محمد محمود الرحمٰنؒ مسند نشین ہوئے پھر اُن کے انتقال کے بعد آپ کے پوتے خواجہ محمد طیب الرحمٰنؒ متوفی (۱۹۹۰ء) بعد ازاں آپ کے پر پوتے خواجہ محمد احمد الرحمٰنؒ مسند نشین ہوئے جو اس وقت خانقاہ قادریہ چھوہر کے جملہ امور انجام دے رہے ہیں[3]۔

خانقاہ قادریہ چھوہر

ہزارہ کے ضلع ہری پور میں واقع گاؤں چھوہر میں خانقاہ کی بنیاد خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہرویؒ نے اپنی کمسنی میں تقریباً ۱۸۶۰ء میں رکھی جس سے ہزارہا نفوس نے دین کی جامعیت کا سبق حاصل کیا۔اس خانقاہ نے اپنے دور کی روایتی خانقاہوں کے بر خلاف فکری اور عملی میدان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ چنانچہ اس خانقاہ نے شریعت و طریقت میں بنیادی کردار ادا کیا[4]۔

خانقاہ قادریہ چھوہر کی خصوصیت

خانقاہ قادریہ چھوہر کے بانی خواجہ چھوہرویؒ نے تصوف میں انسان دوستی اور تزکیہ نفس کے اجتماعی ثمرات پر بہت زور دیا ہے۔ چنانچہ اس خانقاہ کے عمومی مزاج میں طویل مجاہدے، ریاضت اور اذکار کے ساتھ ساتھ عملیت پسندی اور اعلیٰ انسانی اخلاق پیدا کرنے کا جذبہ ہمیشہ کار فرما رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خانقاہ کی تعلیمات عام فہم اور انسانی فطرت سے قریب تر ہیں۔ اس خانقاہ کے مشائخ روحانیت میں بلند مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے گرد و پیش کے حالات سے بھی مکمل آگاہی رکھتے رہے ہیں۔ خانقاہ پر اکتساب فیض کے شائقین اور متعلقین میں خشیت الٰہی و تقویٰ، عشقِ الٰہی اور حبِّ رسول ﷺ کا جذبہ پیدا کرنا اس خانقاہ کا خصوصی امتیاز رہا ہے[5]۔ حضرت خواجہ چھوہرویؒ نے دعوت الی الحق، تزکیہ نفوس، اصلاح ظاہر و باطن اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت میں جو کردار ادا کیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس کو اُن کی دینی فکر کے تجزیاتی مطالعہ کے تناظر میں پیش کیا جاتا ہے۔

جامعیت تصوّف و سلاسلِ اربعہ

خواجہ چھوہروی تصوف کی جامعیت کے قائل ہونے کے ساتھ تصوّف کے سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ سے خلافت یافتہ تھے اور خصوصا سلسلہ قادریہ کے فیوضات و کمالات کا مظہر تھے۔ اِس کے اثرات نمایاں طور پر اُن کے مزاج اور طریقہ تربیت میں دیکھے جا سکتے ہیں جس کے بنیادی نکات درج ذیل ہیں۔

أ. ابتدائی ذکر واذکار، فکر و شعور کی بلندی اور روحانی عروج و ترقی کے حوالے سے آپ میں سلسلہ "قادریہ" کا رنگ غالب تھا۔

ب. جذب و کیف اور قبولیتِ عامہ، نیز عوامی رابطے کے لحاظ سے آپ میں سلسلہ "چشتیہ" کے اثرات نمایاں تھے۔

ج. طبیعت و مزاج میں ٹھہراؤ، عقل و فہم میں پختگی اور فکر و شعور میں گہرائی کے حوالے سے آپ میں سلسلہ "نقشبندیہ" کا ظہور دکھائی دیتا تھا۔

د. تصوف و سلوک کے اطوار و آداب، نظم و نسق اور انتظامی صلاحیت کے شعور اور طبعی اُنس و طمانینت کے حوالے سے آپ میں سلسلہ "سہروردیہ" کا اثر دکھائی دیتا تھا[6]۔

تصوف کا عملی اطلاق

آپ کے نزدیک تصوف صرف رسم ورواج یا روایتی اعمال کا نام نہیں بلکہ یہ احوال واعمال کی دنیا کو منقلب کر دینے کا نام ہے۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں ہر ہر ذکر، دعا اور طرزِ عمل کے اس گوشے اور پہلو کو بیان کر دیا جو اس کے عملی اطلاق کے لئے ضروری تھا۔ آپ نے احوال و تعلقات اور اعلیٰ منازلِ تصوف کو صرف تخیّل و اسرار کی دنیا تک محدود نہیں رکھا تھا۔ آپ تصّوف کو محض ذہنی آسودگی اور انفرادی تزکیہ تک ہی محدود نہیں کرتے تھے اور نہ ہی آپ کے نزدیک تصوّف گوشہ نشینی و عزلت نشینی ہی کا نام تھا بلکہ اس کے برعکس آپ تصوّف کو عملیت پسندی اور اجتماعی ذمہ داری کے تناظر میں دیکھتے تھے۔ تصوّف کے حوالے سے آپ کا ذہن بڑا عملیت پسند تھا۔ آپ کے نزدیک تصوّف ظاہری طور پر محض ذہنی آسودگی اور روح حیوانی کی تسکین کا نام نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، بلکہ عقل و شعور کی بالیدگی اور قلب کے پختہ عزم و ہمت کے ساتھ انسانی معاشرے کے لئے بہترین فکر و عمل کی تحریک پیدا کرنا تصوّف کا انتہائی اعلیٰ مقصد ہے[7]۔

خواجہ چھوہرویؒ کا طریقِ تصوّف

آپ کی تعلیمات میں وصالِ حق اور معرفتِ ربّ کے حصول کا مئوثر اور زود رساں موجود ہے جس پر عمل کر کے سالکانِ حق اپنے سفر کو طے کر سکتے ہیں۔ آپ کے طریقِ تصوّف کے چند نمایاں اجزاء یہ ہیں:

اً. مجاہدہ

آپ کے نزدیک مجاہدات سالک کے لئے بہت ضروری ہیں۔ یہ مجاہدات حصولِ وصل کے امین اور سالک کو فراق و ہجر کی وادیوں سے نکالنے والے ہیں۔ آپ کی تعلیمات میں ایک مربوط و منظم سلسلہ مجاہدہ سے گزرنے کی تربیت پائی جاتی ہے[8]۔

ب. پاس انفاس

آپ کی افکار بنی تصور شیخ کے نور کے ذریعے استحکام نسبت، ربطِ قلبی اور الحاقِ اصلی کے بعد جس امر کی بہت تاکید ملتی ہے وہ "دم" کی قدر و قیمت ہے۔ "دم" کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت سانس بھی یادِ الٰہی سے خالی نہ ہو۔ آپ کے ہاں کسی بھی سانس کا خالی رہ جانا کبیرہ گناہ ہے [9]۔

ج. تصحیح خیال

آپ کے نزدیک سالک کے لئے وہم اور تشکیک ایک خطرہ ہے۔ جب تک سالک وساوس، اوہام اور شکوک سے مبرا و منزہ نہ ہو جائے وہ خیالی خیال سے حقیقت کی طرف سفر نہیں کر سکتا۔ لٰہذہ خیال کی تصحیح ضروری ہے [10]۔

د. تربیت طریقِ عشق

خواجہ صاحبؒ نے اپنے طریقہ تعلیم و تربیت کی بنیاد دو اساس عشق حقیقی کو قرار دیا۔ جذبہ عشق و محبت ہر تحریر و تصنیف میں نمایاں نظر آتا ہے۔ اور ہر تعلیم اور ہر واعظ سے واضح معلوم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے ہاں قابل قدر شے صرف عشقِ حقیقی ہے اور بقیہ سب کچھ اس کی تفصیل ہے اور شے کی حقیقت اور اہمیت اس سے کم ہے [11]۔

ہ. اسرارِ طریقت کی تعلیم

آپ کے مکتوبات اور ملفوظات آپ کی تعلیم کو سمجھنے کا مئوثر اور جامع ذریعہ ہیں۔ آپ نے اپنے متعلقین کو زندگی کے آخری دور میں چند مکتوبات لکھے ہیں اُن مکتوبات میں مکتوب الیہ کی فہم کے مطابق اسرارِ طریقت کی توضیع و تشریح بھی فرمائی۔ آپ اکثر اپنے محبّین کو ذکر ھُو ھُو ھُو کی تلقین فرماتے تھے اور اس کی حکمت انانیت کی نفی اور وحدت کے حال کا حصول قرار دیا۔ آپ کے ہاں ذکر کا مقصود بحرِ وحدت میں مستغرق ہونا ہے [12]۔

شریعت کی پابندی اور التزام

خواجہ چھوہروی کی شخصیت شریعت کی پابندی کا نمونہ تھی۔ آپ کی خانقاہ کا ماحول سنت کی پابندی کا عملی نمونہ پیش کرتا تھا۔ اپنے متعلقین کو بھی اسی کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کے باطنی کمالات

اور اوصاف شریعت کے تابع تھے۔ آپ کی طبیعت عملیت پسندی اور حقیقت پسندی کی طرف مائل تھی اور آپ ہر اُس عمل سے متنفر اور بیزار تھے جس میں شریعت کی پابندی کو ملحوظ نہ رکھا جاتا ہو۔ آپ نے اپنے مریدین اور متعلقین کی تربیت پر بڑا زور دیا۔ عام معمولاتِ زندگی میں شریعت کی پابندی کی تلقین کرتے۔ گناہ کی حفاظت حتیٰ کہ خیال کی حفاظت پر بھی بہت زور دیتے۔ بری محفل ، فحش مجلس، غیر شرعی افعال اور وقت کے ضیاع سے منع فرماتے۔ دینی و دنیاوی معاملات میں تربیت واصلاح فرماتے ہوئے اپنے وابستگان کی طبیعت و میلان کا بھی خصوصی لحاظ رکھتے۔ زندگی کی مشکلات کا سامنا استقلال اور یادِ الٰہی پر استقامت سے کرنے کی تلقین فرماتے۔ ثابت قلبی و ثابت قدمی آپ کی اصلاح کا بنیادی جزو تھا[13]۔

اجتماعی تزکیہ اور طریقت کا باہمی ربط

شریعت کے التزام کے ساتھ ساتھ طریقت میں بھی آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ نے اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے طریقت و سلوک کے ذریعے معاشرے میں اجتماعی تزکیہ اور اخلاقی اقدار کے حوالے سے کام کیا۔ آپ کی روحانی تعلیمات میں محدودیت اور رجائیت کے بجائے وسعت اور عالمگیریت ہے جس کی وجہ سے ہر طبقہ اور ہر مسلک کے لوگ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ کے نزدیک اصلاحِ نفس کے لئے اولیاءاللہ کی صحبت بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ[14]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کی صحبت اختیار کرو۔"

آپ کے ہاں اجتماعی مفاد انفرادی مفاد پر مقدم ہے۔ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرے کی اجتماعی اصلاح کی جدوجہد ضروری ہے۔

دین اور دنیا میں اعتدال کی تعلیم

ہمارے ہاں بعض حضرات نے دین و دنیا کی تفریق اس بنیاد پر کر رکھی ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر ذکر و تلاوت جیسی عبادات تو "دین" ہیں اور سیاست، معیشت اور تجارت کے امور

"دنیا" کے کام ہیں۔تاہم حضرت اس طرز فکر کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ان تمام امور میں اعتدال اختیار کرنے اور تمام حقوق کو بطورِ احسن ادائیگی کی تعلیم فرماتے ہیں[15]۔[5] دین اور دنیا کی اس تفریق کے سلسلے میں شاہ عبدالقادرؒ کا قول زریں یادرکھنے کے قابل ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

> "نیک نیتی سے ملک کی (سیاسی، معاشی اور دفاعی) طاقت پیدا کرنے کی کوشش کیجائے، سب دین ہی ہے۔صالح نیت سے حکومت کی ترقی کا جو بھی کام کیا جائے، سارے کا سارا دین ہی دین ہے[16]۔"

مدارسِ دینیہ کی ضرورت

آپ مدارسِ دینیہ کو ہزارہ کے خطے پر دینِ اسلام کے فروغ کے لئے ضروری خیال فرماتے تھے۔آپ کی خواہش تھی کہ عوام الناس میں بالعموم اور نوجوانوں میں بالخصوص قرآنی تعلیمات کو عام کیا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے 1325ھ/1902ء کو ہری پور شہر میں دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔اسی طرح اپنے گاؤں چھوہر میں خانقاہ قادریہ کے متصل دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ (بنات) کی بھی سرپرستی کرتے تھے۔ان مدارس کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ آپ نے مکاتب اسلامیہ و مدارس دینیہ کا ایک مربوط نظام قائم فرمایااور ان مدارس کی آپ نے تمام عمر سرپرستی اور رہنمائی فرمائی۔آپؒ کے قائم کردہ مدرسہ میں ابتدائی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ریاضی اور دیگر عصری علوم کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

مدارس کے اساتذہ کے لئے ضابطہ اخلاق تیار کیا گیا تھا جس کی رو سے ان کی تربیت بھی کی جاتی تھی اور طلباء پر بھی نے سختی کی بجائے ان کی صلاحیت اور مزاج کو پیشِ نظر رکھا جاتا تھا۔ادارے کے قیام کے اہداف و مقاصد درج ذیل تھے۔

1. علوم قرآنیہ کی بنیادی اور حقیقی تعلیمات نوجوان نسل کے سامنے پیش کرنا۔
2. انسانی سماج کی تشکیل کے بنیادی علوم اور ان کو قرآنی اصول سے واقفیت بہم پہنچانا۔
3. علوم قرآنیہ کی اساس پر روحانی، اخلاقی اور شعوری تربیت کا اہتمام کرنا[17]۔

دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ

آپؒ نے اسلام کے دینی و علمی سرمایہ کی حفاظت اور مسلمانوں کے دینی تعلق واحساس کو باقی رکھنے کے لئے مدارس کا قیام ضروری سمجھا جو مسلمانوں کو دینی واخلاقی زوال سے محفوظ رکھیں، اور اُن میں ایسے علماء تیار ہو کر نکلیں جو اسلامی شریعت و فقہ سے گہری واقفیت رکھتے ہوں اور اُن میں داعیانہ روح اور رضاکارانہ خدمت واشاعتِ علم کا جذبہ ہو اور جو حکومت کی امانت و سرپرستی کے بغیر مسلمانوں کی دینی خدمت اور رہنمائی اور علم کی اشاعت و حفاظت کا فرض انجام دے سکیں، اِن مدارس میں ملک کے دیگر بڑے مدارس کے علاوہ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور) کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے۔

خواجہ صاحب نے یہ ادارہ ایک چھوٹے سے مدرسہ کی حیثیت سے قائم کیا لیکن اس کے ذمہ داروں اور مدرسہ کے اساتذہ کے اخلاص، قناعت اور ایثار کی بدولت برابر ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی حیثیت ہزارہ کی سطح پر ایک بڑی اسلامی درسگاہ ہو گئی۔اس مدرسہ کی ساری ترقی و توسیع، شہرت و مقبولیت خواجہ عبدالرحمٰنؒ چھوہروی کے اخلاص وللّٰہیت، بلند ہمتی و بلند نظری کی مرہون منت ہے جو ابتداء ہی سے اس کے انتظام وانصرام میں شریک تھے،اور اُنھوں نے اپنی ساری علمی وفکری صلاحیتیں اور توجہات اس پر مرکوز فرمادیں، خوش قسمتی سے دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کو روزِ اول سے مخلص کارکن اور صاحبِ دل اساتذہ کا تعاون حاصل رہا، جس کی وجہ سے تقویٰ و طہارت، اخلاص، تواضع اور خاکساری کی روح ہزارہ کے ماحول پر طاری رہی، ان کے باکمال اور مشہور اساتذہ یہ ہیں۔ قاضی عبدالسبحان (ہری پور)، مولانا خلیل الرحمٰن (سکندرپور)، مفتی سیف الرحمٰن (کھلابٹ)، مولانا زبیر شاہ (اٹک)، مولٰنا عبدالحکیم قادری (لاہور)، مولٰنا امیر شاہ (پشاور)، مولٰنا اللہ دتہ (سرگودھا)، مولٰنا امیر علی شاہ (مانسہرہ)، مولٰنا دلنواز (فیصل آباد)، مولٰنا محبوب (مردان)، قاضی محمد ارشاد (میرپور کشمیر)، مولٰنا معرفت حسین (مانسہرہ)۔

دارالعلوم کا دائرہ عمل روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا رہا، اس کی شہرت اور اساتذہ دارالعلوم کے صلاح و تقویٰ اور ان کی مہارتِ خصوصی کے چرچے دور دور پھیل گئے۔ جن کو سن کر

پاکستان کے مختلف گوشوں سے کثیر تعداد میں طلباء حصولِ علم دین کے لئے وہاں آئے۔ سال ۲۰۱۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق زیر تعلیم طلباء کی تعداد تقریباً چار سو ہے۔ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کی سو سالہ تاریخ میں تحصیلِ علم کر کے نکلنے والوں کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ جن میں ڈھائی ہزار فارغ التحصیل علماء ہیں جنہوں نے سند فراغ حاصل کی[18]۔ اس دارالعلوم کا شمار پاکستان کے قدیم اداروں میں ہوتا ہے۔ لیاقت علی خان مرحوم سابقہ وزیر اعظم پاکستان، سردار عبدالرب نشتر اور فضل القادر چوہدری جیسے ملک کے نامور اور مشاہیر اس مدرسے میں تشریف لا چکے ہیں اور اپنی گراں قدر رائے کا اظہار کر چکے ہیں[19]۔ ہزارہ کے مسلمانوں کی دینی زندگی پر دارالعلوم کے فضلاء کی اصلاحی کوششوں کے نمایاں اثرات رونما ہوئے، بدعات و رسوم کی اصلاح، عقائد کی درستی، تبلیغِ دین اور فرقِ ضالہ سے مناظر وغیرہ میں ان حضرات کی جدوجہد لائقِ تحسین ہے۔ متعدد فضلاء نے سیاسی میدان اور وطنِ عزیز کے دفاع میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ تمسک بالدین، مسلک احناف کی سختی سے پابندی، اسلاف کی روایات کی حفاظت اور سنت کی مدافعت علماء حق کا شعار رہا ہے۔

دینی و عصری طلباء کا اشتراک فکر و عمل

آپؒ کے مطابق مروجہ دینی و عصری تعلیم اور اس کے حاملین ایک دوسرے کے بغیر نا مکمل اور ادھورے ہیں۔ چنانچہ دونوں میں باہمی اتحاد و اتفاق پیدا کرنا اور مل کر چلنے کے جذبہ کو بیدار کرنا ہو گا۔ اس سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپؒ نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۰ء میں ایک ٹرسٹ "رحمانیہ" قائم کیا۔ جس میں عصری تعلیمی اداروں کے طلباء کی فکری تربیت کے کام کو تنظیمی شکل دے کر ان کے لئے عملی جدوجہد کا ایک باقاعدہ پلیٹ فارم مہیا کیا[20]۔

خواجہ صاحبؒ کی تصانیف

خواجہ صاحبؒ اُن باکمال شخصیتوں میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی اُستاد کے سامنے زانو تلمذ تہ کئے بغیر علوم و معارف سے نوازا۔ آپ کی تصانیف نادر افکار، دقیق نکات اور لطیف اسرار کی حامل ہیں انکے اکثر مندرجات ہمیں علم و فکر کے نئے گوشوں کی آگہی بخشنے کے ساتھ ساتھ آپ کی تعلیمات کی روشنی میں تصّوف کے منہج عمل کو سمجھنے میں ہمارے اساسی معاون بھی

ثابت ہوتے ہیں۔ آپ نے کئی موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چند کتب کا تعارف درج ذیل ہے۔

1. شفاعت الکبائر

قرآن اور احادیث نبویہ میں استغفار کی عظمت و فضیلت کو متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا[21]

"اگر تم کبائر (بڑے بڑے) گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو تمہاری چھوٹی برائیوں کا ہم خود کفارہ کر دیں گے، اور تم کو ایک باعزت جگہ داخل کر دیں گے۔"

آپ کی کتاب شفاعت الکبائر استغفار اور گناہوں کی معافی مانگنے کے لئے جامع و کاملصورت ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں توبہ کی اقسام، اسرار و رموز اور حقائق و معارف بیان کئے گئے ہیں۔

2. صلاۃ العظمیٰ

یہ حضور ﷺ پر صلوات و سلام پر مشتمل ہے۔ ہر دور و میں آپ کا ایک اسم مبارک لیا گیا ہے اور پھر اس اسم مبارک کی ایسی تشریح کی گئی ہے جو اس اسم مبارک کے حقائق و معارف کا جامع ہے۔

3. فتوح الاذکار

توحید کی تعلیم قرآن حکیم کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ ہے۔ فتوح الاذکار میں قرآن حکیم کی ان تمام آیات کو قرآنی ترتیب سے جمع کر دیا گیا ہے جن میں توحید کا بیان ہے۔ آپ کی یہ کتاب توحید عملی کا اصل مفہوم و مدعا ہے۔ عقیدے کے طور پر توحید یہ ہے کہ اللہ کو ایک ماننا اور یہ ماننا کہ وہ اکیلا اور تنہا ہے۔ اسی عقیدے کی وضاحت بہت جامع اور خوبصورت انداز میں آپ کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ زندگی میں ہر ہر قدم اور ہر ہر موڑ پر اس کی نگاہیں اس شان سے اللہ کی رضامندی کی متلاشی ہوں کہ اسکی زندگی اس فرمانِ الٰہی کی عملی تصویر بن جائے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[22]

"آپ کہیے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

یہ ہے توحیدِ عملی۔ آپ کے ہاں جو شخص صرف عقیدہ توحید کا دعوےدار ہے اور عملی طور پر وہ توحید پر کاربند نہیں، وہ شرک فی العمل کا مرتکب ہے جیسا کہ سورۃ الفرقان میں ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ[23]

"کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔"

آپ کی تصنیف فتوح الاذکار میں قرآنِ مجید میں بیانِ توحید کے جملہ پیرائے ایک جگہ جمع کیے گئے ہیں تاکہ قرآن کے توحید کے مضامین اور اس کی مختلف جہات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔ علاوہ ازیں آپ نے کئی موضوعات پر کتابیں لکھیں جن میں درج ذیل کتب شامل ہیں۔

حزربسم اللہ، احسن الحسنیٰ فی شرح اسماء الحسنیٰ، اورادِ قادریہ رحمانیہ، تفسیر رحمانی، فیاض العارفین، شرح ریاض الصالحین، محشّٰی ابن ماجہ، شرح حروف مقطعات[24]۔

4. تصنیفِ انیق "مجموعہ صلوٰت الرسول" ﷺ

مجموعہ صلوٰت الرسولؐ آپ کی عدیم النظیر تصنیف ہے جو اپنی ضخامت، ندرت اور علوم و معارف کے اعتبار سے ایک منفرد اور نادر کتاب ہے۔ یہ کتاب آپ کے علم لدنی کا کامل مظہر ہے جو آپؒ کی تعلیمات اور افکار کا مرقع ہے۔ مجموعہ صلوٰت الرسولؐ آپؒ کی تعلیمات کی جامع تصنیف ہے جو متلاشیانِ حق کے لئے رہبر ورہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ ذیل میں کتاب کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے۔

مجموعہ صلوٰت الرسول ﷺ کا اجمالی تعارف

رسول اکرم ﷺ کی شان میں درود و سلام پیش کرنے کے سلسلے میں یہ کتاب عربی میں تیس پاروں پر مشتمل ہے۔ ہر پارہ 84 صفحات پر محیط ہے۔ کتاب کی کل پانچ جلدیں ہیں۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ درود پاک کا یہ عظیم الشان مجموعہ بے شمار درود و سلام کے علاوہ بسم اللہ کے فضائل اور ذکر کے فضائل پر مشتمل ہے۔ نبی ﷺ کی مبارک احادیث موجود ہیں۔ دعا مانگنے

کے طریقہ کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ہر پارے سے پہلے اردو میں چند فضائل بیان کیے گئے ہیں تاکہ مجموعہ کا کچھ تعارف ہو جائے۔

پہلا پارہ نبی کریم ﷺ کے مبارک نور سے متعلق ہے۔ دوسرا پارہ خصوصی طور پر نبی ﷺ کی شان میں صلوۃ و سلام کے متعلق ہے۔ تیسرا پارہ حضور ﷺ کے تمام جسم اطہر کے اعضاء پر صلوۃ و سلام کے متعلق ہے۔ چوتھا پارہ آپ ﷺ کے لباس اور عام استعمال کردہ اشیاء کے متعلق ہے۔ پانچواں پارہ آپ ﷺ کے عالی اور پاکیزہ حسب و نسب کے متعلق ہے۔ چھٹا پارہ آپ ﷺ کے شرف و شرافت کے بارے میں ہے۔ ساتواں پارہ آپ ﷺ کے اسماء وصفات کے متعلق ہے۔ آٹھواں پارہ آپ ﷺ کے سید و سردار ہونے کے بارے میں ہے۔ نواں پارہ آپ ﷺ کی تعریف و فضیلت کے بارے میں ہے۔ دسواں پارہ آپ ﷺ کے اسراء و معراج کے سفر کے بارے میں ہے۔ گیارھوں پارہ حضور ﷺ کی تسبیح و تہلیل سے متعلق ہے۔ بارھواں پارہ حضور ﷺ کی صفت حلم اور خواب کے بارے میں ہے۔ تیرھواں پارہ آپ ﷺ کی دعا والتجا کے بارے میں ہے۔ چودھواں پارہ آپ ﷺ کے کلام و گفتگو کے بارے میں ہے۔ پندرھواں پارہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے بارے میں ہے۔ سولہواں پارہ آپ ﷺ کی شان، عزت و عظمت کے بارے میں اٹھارواں پارہ آپ ﷺ کے اقتدار و اختیار کے متعلق ہے۔ انیسواں پارہ حضور ﷺ کے متعلق آیتوں اور بشارتوں کے سلسلہ میں ہے۔ بیسواں پارہ حضور ﷺ کی محبت اور ان کے محبوب ہونے کے بارے میں ہے۔ اکیسواں پارہ حضور ﷺ کے علم غیب کے بارے میں ہے۔ بائیسواں پارہ حضور ﷺ کے معجزات کے بارے میں ہے۔ تئیسواں پارہ حضور ﷺ کے وسیلہ سے دُعاؤں کے بارے میں ہے۔ چوبیسواں پارہ امر و نہی کے متعلق احکام پچیسواں پارہ آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق ہے۔ چھبیسواں پارہ آپ ﷺ کے عالی اخلاق کے متعلق ہے۔ ستائیسواں پارہ آپ ﷺ کے رشتہ داروں کے متعلق ہے۔ اٹھائیسواں پارہ آپ ﷺ کے ساتھ معیت و رفاقت کے متعلق ہے۔ انتیسواں پارہ آپ ﷺ کے مقام محمود کے متعلق ہے۔ تیسواں پارہ حضور ﷺ کی بہترین امت ہونے کے متعلق ہے[25]۔ تیس اجزاء پر مشتمل اس

تصنیف کا ہر جزو حضور ﷺ کی کسی نہ کسی شان کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اپنے اندر بے شمار محاسن کو سمیٹے ہوئے ہے اس کے چند نمایاں اوصاف درج ذیل ہیں۔

1. رسول کریم ﷺ کی شان میں درود و سلام پیش کرنے کے سلسلے میں یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔
2. کتاب کے کل تیس پارے ہیں اور ہر پارہ 84 صفحات پر مشتمل ہے قابل تعجب بات یہ ہے کہ تمام پارے ایک جیسے ہیں کوئی بڑا چھوٹا نہیں۔
3. ہر پارے کی ابتداء بسم اللہ سورۃ فاتحہ سے اور انتہا سورۃ اخلاص پر ہوتی ہے۔
4. حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر، آپ کے لباس مبارک، اوصاف و اخلاق غرضیکہ ذاتِ نبویؐ سے متعلق ہر شے پر درود صلوۃ پر مشتمل ہے۔ محبتِ رسولؐ کا یہ عظیم شاہکار ہے۔
5. حضور اکرم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ مجموعہ آپؐ کے خصائص، کمالات اور مختلف شانوں کو بھی انتہائی مئوثر پیرائے میں بیان کرتا ہے۔
6. مصنفؒ نے اہلِ بیتِ رسولؐ، اصحابِ بدر اور دیگر اجل صحابہ کرام کے ذکر اور اسمائے مبارکہ کو اپنی کتاب کا حصہ بنایا۔
7. درودِ پاک کے اِس مجموعہ میں کم و بیش تین سو انبیاء کرام پر درود و سلام کا تذکرہ ملتا ہے۔
8. بظاہر یہ درود شریف کی تالیف ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ کی تحمید، تہلیل، تکبیر اور تسبیح نیز اسمائے حسنیٰ کے ساتھ منوّر ہے۔
9. تیس اجزاء پر مشتمل اس تصنیف کا ہر جزو حضور ﷺ کی کسی نہ کسی شان کے بیان پر مشتمل ہے۔
10. قرآن مجید کی حلال، حرام حقوق، فرائض اور واجبات پر مشتمل آیات میں سے تقریباً 453 آیات ان تیس پاروں میں موجود ہیں۔
11. خواجہ صاحبؒ کی تصنیفِ انیق تصوف و طریقت کے اسرار و رموز کا بحر ذخار تو ہے لیکن ساتھ ساتھ اس میں مختلف علوم و فنون کا اجمالی ذکر بھی ملتا ہے۔ مثلاً علمِ طب، علمِ نفسیات، علم

الاشکال، علم کتابت، علمِ ریاضی، علم الحروف، علم التاریخ، علم الانساب، مجموعہ صلوۃ الرسول کے مختلف مقامات واجزاء میں یہ بیان تعلیماتی اور اطلاقی انداز سے کیا گیا ہے[26]۔

مذکورہ کتاب آپ کے کمالات پر شاید ہے۔ اس کتاب کے علوم قرآن و حدیث سے اخذ کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کتاب درود وسلام اور وظائف کا ایک نایاب مجموعہ ہے۔ خواجہ علیہ الرحمہ نے اپنی اس کتاب کی ترتیب تیس پاروں پر رکھی ہے اور اپنے مریدین کو یہ نصیحت کی روزانہ ایک پارہ یا نصف پارہ اس کی تلاوت کی جائے۔ کم از کم ربع پارہ تلاوت روزانہ کے معمول میں شامل کی جائے۔ اگر مخلوقِ خدا کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو ایک مجلس میں اس کا پڑھنا تمام آفات و بلیات، قحط، وباء، طاعون اور مصائب سے نجات کے لئے مجرب ہے۔[27]

آپ کی یہ تصنیف آپ کے حال کی عکاس ہے۔ اس میں آپ نے اپنے احوال و تعلیمات کو بیان کرنے کے لئے روایتی طریقہ کی طرح کوئی دعویٰ نہیں کیا بلکہ دُعا کا طریق اختیار فرمایا۔ آپ نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں اس مقام پر فائز ہوں بلکہ فرمایا اے اللہ مجھے اس مقام پر فائز کر دے۔ دُعا ایک ذہنی رویہ اور طرز فکر ہے جو دعا کرنے والے کے طرز عمل کو متعین کرتی ہے۔ بعینہ مجموعہ صلوٰت الرسول ﷺ صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ قاری کے ذہنی رویّے اور طرز فکر کی تربیت کا ضابطہ ہے جو اسے ایک محمود طرز عمل تک لانے کا ذریعہ بنتا ہے[27]۔

خلاصہ بحث

صوفیائے کرام ملت اسلامیہ کا وہ طبقہ ہیں جنہوں نے ہر دور میں اپنے تقویٰ، روحانی پاکیزگی اور کردار کی قوت سے اسلام کے ظاہر و باطن کی حفاظت کی۔ فروغ دین اور دعوت اسلام کے لئے صوفیائے کرام کا کردار اور خدمات ہماری تاریخ کا روشن باب ہیں۔ خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ ہزارہ کی معروف علمی، فکری اور روحانی شخصیت ہیں۔ جنہوں نے دینی، فکری اور شعوری میدان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ آپ کے دو زندہ کرامات آج بھی موجود ہیں۔ ایک آپ کی تصنیف مجموعہ صلوات الرسول جس میں آپ نے اپنے علوم و افکار کو نہایت سہل و سلیس عربی زبان میں ظاہر فرمایا اور دوسری علمی کاوش دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کا قیام ہے۔

آپ کی قائم کردہ خانقاہ نے اپنے دور کے اہم مدارس و تحریکات کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ سامراج قوتوں کے ہاتھوں استعمال ہونے سے روکے رکھا۔ آپ نے انفرادیت پسندی کی سوچ کی نفی کرتے ہوئے اجتماعی اصلاحی رجحانات کو فروغ دیا۔ نیز فرقہ واریت اور مذہب کو گروہی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی نفی کی۔ آپ نے سرمایہ دارانہ سوچ کی سخت مذمت کی اور خود کو محض روحانیت تک محدود رکھنے کی بجائے اسلام کے حقیقی معاشی نظام کو بھی اجاگر کیا۔ آپ نے فلسفہ جامعیت دین کو بھی اجاگر کیا تاکہ معاشرے میں شریعت، طریقت اور معیشت کی جامع فکر تشکیل پائے جس سے دین کے عصری اور سماجی تقاضوں کا شعور حاصل ہوگا جس کی اس وقت ہمارے معاشرے کو سخت ضرورت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 شامی، علامہ محمد سجاد، مجموعہ صلوات الرسول کا مختصر تحقیقی جائزہ: ۳۰، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ۲۰۰۵ء

2 قادری، محمد عبدالرشید، حالات و کمالات سلطان عارفان خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہرویؒ: ۳۹، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ۲۰۱۲ء

3 قادری، محمد عبدالرشید، مجموعہ صلوات الرسول کے آئینہ میں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ: ۹، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ۲۰۰۳ء

4 خانقاہ کے تعارف کے سلسلے میں مواد خواجہ محمد احمد الرحمٰن حالیہ مسند نشین سے حاصل کیا گیا۔

5 نفس مصدر

6 تنولی، ڈاکٹر طاہر حمید، مکتوبات رحمانیہ: ۱، انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ لاہور، ۲۰۰۶ء

7 سیالوی، مولٰنا محمد اشرف، مجموعہ صلوات الرسول مترجم: ۷، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ۱۹۹۵ء

8 مکتوباتِ رحمانیہ: ۳۸

9 نفس مصدر: ۳۵

10 مکتوباتِ رحمانیہ: ۳۷

11 نفس مصدر: ۱۵

12 مکتوباتِ رحمانیہ: ۱۸

13 مجموعہ صلوات الرسول کا مختصر تحقیقی جائزہ: ۴۵

14 سورۃ التوبہ ۹: ۱۱۹

15 قادری، محمد عبدالرشید، اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ: ۴، دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ، ہری پور، ۲۰۱۲ء

16 ندوی، ابوالحسن، سوانح حضرت مولٰنا شاہ عبدالقادر رائے پوری: ۲۷۹، مطبع و سن اشاعت نامعلوم

17 اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ: ۴

18 دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور کے اساتذہ کے اسمائے گرامی، فضلاء و طلباء کے اعداد و شمار راجہ محمد یوسف جامعہ ھذا کے ناظم سے بالمشافہ مل کر حاصل کیے گئے۔ راجہ محمد یوسف کا تعلق جہلم کے گاؤں پنڈ راجول سے ہے۔ ان کی سن پیدائش 1945ء ہے۔ پیشے کے لحاظ سے زمیندار ہیں۔ خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ سے روحانی تعلق قائم ہونے کے بعد دارالعلوم رحمانیہ کی پچاس سال سے خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

19 حافظ نذر احمد، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان: ۴۵، مسلم اکادمی، محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور، ۱۹۷۲ء

20 مجموعہ صلوات الرسول کے آئینہ میں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ: ۹

21 سورۃ النساء ۴: ۳۱

22 سورۃ الأنعام ۶: ۱۶۲

23 سورۃ الفرقان ۲۵: ۴۳

24 مکتوباتِ رحمانیہ: ۲۹۷

25 مجموعہ صلوات الرسول کے آئینہ میں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ: ۸۳

26 مجموعہ صلوات الرسول کا مختصر تحقیقی جائزہ: ۱۲

27 مجموعہ صلوات الرسول کے آئینہ میں حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ: ۸